ہی مغربی ممالک جیسے فوائد سے ہم کنار کر دے گی۔ (اگرچہ خارجی مظہر کی حد تک) لیکن جب ہم موازنے میں اپنی جمہوریت کو صرف "لینے والی" دیکھتے ہیں جو دیتی کچھ نہیں تو اس خارجی مظہر کو بھی (جو اصل صورت میں نافذ نہیں) لپیٹنے کی سعی نام کرتے ہیں۔ حال ہی میں ہم نے ایسا کیا ہے۔ اگرچہ خارجی مظہر، حقیقی جمہوریت کا ایک پہلو ہے، لیکن اس تک رسائی بھی بتدریج ارتقائی انداز میں ہو سکتی ہے۔ حقیقی جمہوریت تو ایک لمبے ارتقاء کا مطالبہ کرتی ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں محدود شرح خواندگی اور مخصوص معاشرتی حالات کے تناظر میں یہ ارتقاء کچھ اس طرح ہوگا۔

۱۔ پہلے الیکشن کے بعد سے پندرہ سال تک۔ اسے ہم ماقبل جمہوریت کا مرحلہ Pre-Democratic Phase کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ دوسرے مرحلے پر مزید پندرہ سال، اس ہم جمہوریت کی جانب پیش قدمی Initiative to Democracy کہہ سکتے ہیں۔

۳۔ تیسرے مرحلے پر ہم جمہوریت کے خارجی مظہر کو پا سکتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ الیکشن مسلسل ہوتے رہیں۔

پاکستان میں عملی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ ابھی ہم پہلے مرحلے سے نہیں نکلتے کہ مارشل لاء لگ جاتا ہے۔ اور پھر مارشل لاء کے بعد دوبارہ پہلے مرحلے میں ہی داخل ہوتے ہیں۔ یوں جمہوریت، خارجی مظہر کی حد تک بھی پاکستان میں قدم نہیں جما سکی۔ اس کی وجہ نظام کی ناکامی نہیں، ہماری عجلت پسندی ہے۔

۴۔ دوسرا یہ کہ مغرب کے انسان نے جمہوریت کے خارجی مظہر تک رسائی اگرچہ اپنے تخیلی شعور سے کی ہے کیونکہ مغرب کے سامنے کوئی "پہلی دنیا" نہیں تھی جہاں سے وہ اس خارجی مظہر کو مستعار لیتا۔ پھر بھی مغرب کا انسان بنفسہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ مغرب کے تخیلی رویے کی راہ بھی، جمہوریت کے خارجی مظہر کے حصول کے بعد مسدود ہو چکی ہے۔ مغرب اسی خارجی مظہر کو فکری تسلسل کا مقصود ٹھہراتا ہے۔

حقیقی جمہوریت ایسے نظام کو کہتے ہیں جس میں تمام افراد کی حیثیت برابر ہو۔ کوئی فرد یا ادارہ مقتدر قوت کا حامل نہ ہو کہ مساوات کو گزند پہنچے۔ لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ عوام میں پھیلا ہوا اختیار یا اقتدار، عوام کے نام پر، چند افراد استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ کثرت قدرتی طور پر وحدت میں ڈھلنے کا رجحان رکھتی ہے اور اقتدار و اختیارات ایک نقطہ پر جمع ہونے کا میلان رکھتے ہیں۔ ایسی مصنوعی وحدت کو جو مساوات کے منافی ہے، حقیقی جمہوریت کے منافی ہے، پارہ پارہ کرنے کے لیے "علیحدگی اختیارات" کا نظام اپنایا جاتا ہے اور کبھی تکثیری عاملہ کا۔ لیکن بات وہی ہے کہ کثرت، وحدت کی طرف میلان رکھتی ہے اور اختیارات کا ارتکاز کسی فرد یا ادارے میں ہو جاتا ہے جس سے جمہوریت، خارجی مظہر کے طور پر موجود ہونے کے باوجود، اصلی سپرٹ سے محروم رہتی ہے۔ اب پارلیمانی

بقیہ صفحہ ۸ پر

☆ بقیہ: تعارف و تبصرہ ☆

میراث کا حساب

محترم جناب سید شبیر احمد کاکاخیل مدیر فنی امور عالمی ادارہ تسہیل الحسابات الاسلامیہ ۵۹۳/۲۹ اللہ آباد ویسٹرج راولپنڈی نے اس کتابچہ میں وراثت سے متعلقہ شرعی مسائل اور ان کے حسابات کو اردو میں اچھے انداز میں مرتب کر دیا ہے جو اس مشکل اور پیچیدہ فن کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ مفتیان کرام کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ ایک سو صفحات پر مشتمل اس کتابچہ کی قیمت تیس روپے ہے اور مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتا ہے۔

بشارت عیسیٰؑ

حضرت مولانا بشیر احمد حسینی ہمارے ملک کے معروف محقق ہیں جو ایک عرصہ سے مسیحیت کے مطالعہ و تحقیق کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت ان کے دو کتابچے ہمارے پیش نظر ہیں۔ ایک "بشارت عیسیٰ علیہ السلام" کے نام سے ہے جس میں جناب نبی اکرم ﷺ کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اس سلسلہ میں انجیل یوحنا کی شہادت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے جبکہ دوسرا رسالہ "محمدیم کون ہے؟" کے نام سے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بشارت اور اس حوالہ سے عبرانی بائیبل کی شہادت پر محققانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ اول الذکر رسالہ کے صفحات تقریباً دو سو اور قیمت ۴۵ روپے ہے جبکہ ثانی الذکر رسالہ ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور قیمت ۳۵ روپے ہے، دونوں رسالے مصنف محترم سے جامع مسجد حسینی شور کوٹ چھاؤنی ضلع جھنگ کے پتہ پر طلب کیے جا سکتے ہیں۔

متاع نور

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی قدس اللہ سرہ العزیز کے داماد اور رفیق کار حضرت مولانا نور احمد مرحوم اپنے دور کے سرگرم علماء کرام میں سے تھے جنہوں نے علمی اور سیاسی دونوں میدانوں میں مسلسل تگ و دو کی ہے اور نفاذ اسلام کی جدوجہد میں بھی شریک رہے ہیں۔ ان کے حالات زندگی اور خدمات کو مولانا رشید اشرف سیفی نے بڑی محنت کے ساتھ "متاع نور" کے نام سے مرتب کیا ہے اور ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۴۳۷ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵ نے خوبصورت جلد، عمدہ کاغذ اور معیاری کتابت وطباعت کے ساتھ انتہائی باذوق انداز میں پیش کیا ہے۔ صفحات ساڑھے چار سو سے زیادہ ہیں اور قیمت درج نہیں ہے۔